ازعدالت عظمیٰ

حیدرآباد کیمیکل اینڈ فارماسیکل ورکس لمیٹڈ۔وغیرہ

بنام

ریاست آندھراپردیش اوردیگران

[پی۔بی۔گجیندرگڈکر،سی۔جے۔،کے۔این۔وانچو،جے۔سی۔شاہ،
این۔راجگوپالاآیانگراورایس۔ایم۔سکری،جے۔]

میڈیسنل اینڈ ٹوائلٹ پریپریشن (ایکسائز ڈیوٹیز) ایکٹ نمبر 16 آف 1955،دفعہ 21-حیدرآباد ابکری ایکٹ کے تحت بنائے گئے قاعدے 36 کومنسوخ کرتاہے-اگرایکٹ نمبر16 ایکٹ کے معنی میں "بصورت دیگر پارلیمنٹ کے ذریعہ بنایا گیا" قانون ہے۔آرٹیکل 277-حیدرآباد ایکٹ اور قاعدہ 36 منسوخ-ہندوستان کا آئین،ارٹیکل۔277،اندراج 84،vii شیڈول کی فہرست اول-حیدرآباد میڈیکل پرپیرپیشن اورسپرچوس قواعد1345 ایف،قاعدہ۔36۔

اپیل کنندگان دوائی بنانے والے ہوتے ہیں جن میں انہیں شراب کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔قاعدہ360 کےمطابق حیدرآباد ابکری ایکٹ،1316 ایف کے تحت بنائے گئے پرپیرپیشن اورسپرچوس قواعد،1345 ایف کا اپیل کنندہ اپیل کنندگان کے ذریعے شراب کے استعمال کی نگرانی کے لیے ریاستی حکومت کو کچھ فیس ادا کرتا تھا۔میڈیکل اینڈ ٹوائلٹ پرپیریشنز (ایکسائز ڈیوٹیز) ایکٹ، 1955 اوراس کے تحت بنائے گئے قواعد کے نافذ ہونے کے بعد اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ چونکہ اس ایکٹ کے ذریعے قاعدہ 36 کومنسوخ کردیا گیا تھا،اس لیے انہیں وہ فیس ادانہیں کرنی پڑی۔ریاستی حکومت کی

طرف سے ان کی دلیل کو قبول کرنے سے انکار پر اپیل گزاروں نے فیس وصول کرنے کے حکومت کے اختیار کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں رٹ درخواستیں دائر کیں۔لیکن ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ قاعدہ 36 کو منسوخ نہیں کیا گیا اور رٹ درخواستوں کو مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سٹیفکیٹ پر موجودہ اپیلیں دائر کیں۔

اس عدالت کے سامنے اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ 1955 کے ایکٹ کی دفعہ 21 کسی بھی متعلقہ ریاستی قانون کو منسوخ کرتی ہے اور اس لیے قاعدہ 36 کو منسوخ کر دیا گیا۔مدعاعلیہ نے دعوی کیا کہ اس سیکشن کی شق میں پچھلے تمام قوانین کو محفوظ رکھا گیا ہے جو ایکٹ سے مطابقت نہیں رکھتے تھے اور اس لیے قاعدہ 36 کو نافذ مانا جانا چاہیے۔مدعاعلیہ ریاست کی طرف سے مزید دعوی کیا گیا کہ قاعدہ 36 نافذ ہے کیونکہ اس کا مقصد حیدرآباد ابکری ایکٹ کے عمومی مقصد کو پورا کرنا تھا جو کہ شراب اور نشہ آور منشیات سے متعلق ایک عام ایکٹ تھا۔

منعقد:(i) آئین کے ساتویں شیڈول کی اندراج 84 فہرست اول کی وجہ سے ادویات کی تیاریوں پر کوئی چارج عائد نہیں کیا جا سکتا تھا سوائے یونین آف انڈیا کے اور چونکہ 1955 کا ایکٹ ایک ایسا قانون ہے جسے پارلیمنٹ نے آرٹیکل 277 کے معنی میں بنایا ہے۔ڈیوٹی اور دیگر چارجز جو ریاست دواؤں کی تیاریوں کے سلسلے میں عائد کرتی تھی اب اس کے ذریعے عائد نہیں کیے جا سکتے۔مزید یہ کہ ایکٹ کی دفعہ 21 کا اثر یہ ہے کہ جہاں تک حیدرآباد ایکٹ کا اطلاق دواؤں اور بیت الخلا کی تیاریوں میں شراب کے استعمال پر ہوتا ہے،حیدرآباد ایکٹ کو منسوخ سمجھا جانا چاہیے۔

(ii) 1956 کے حکمران کے قاعدہ 143 کی وجوہات سے۔36 یہ ماننا ضروری ہے کہ 1955 کے ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے نافذ ہونے کے بعد اسے منسوخ کر دیا گیا ہو۔قاعدہ۔36 کا مقصد واضح طور پر 1955 کے ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت آتا ہے اور یہ ایکٹ کے دفعہ 21 اور قاعدہ143 کے پیش نظر مذکورہ ایکٹ اور قواعد سے بچ نہیں سکتا اور دفعہ 21 کی شق سے ریاست فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

(iii) قاعدہ۔36 کے تحت آنے والا فیلڈ مکمل طور پر ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت آتا ہے اور اس لیے قاعدہ۔36 کو شراب اور زہریلی رنگ کی دوائیوں سے متعلق عام قانون کے تحت اتنا اچھا قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ ریاست کا دعویٰ ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: سول اپیل نمبر 399403/1962۔1958 کے رٹ پٹیشن نمبر 400، 431 سے 433 اور 495 میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 17 فروری 1961 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے (تمام اپیلوں میں) کے سری نواسا مورتی اور نونیت لال۔

کے آر چودھری اور بی آر جی کے اچار، جواب دہندگان کے لیے (تمام اپیلوں میں)۔

20 مارچ 1964۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

وانچو، جے۔--آندھرا پردیش کی ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر

یہ پانچ منسلک اپیلیں ہیں۔ان میں قانون کا ایک مشترکہ سوال شامل ہے اور ان سے مل کر نمٹا جائے گا۔ان اپیلوں میں اٹھائے گئے قانون کے سوال کو سمجھنے کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں۔اپیل کنندگان دوائیں تیار کرتے ہیں جن میں انہیں شراب کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔پارلیمنٹ سے میڈیسنل اینڈ ٹوائلٹ پریپریشنز (ایکسائز ڈیوٹیز) ایکٹ، 1955 کا نمبر 16، (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) منظور ہونے سے پہلے، اپیل کنندگان حیدرآباد ابکری ایکٹ، 1316-ایف کے نمبر 1 کے تحت دیئے گئے لائسنسوں کے تحت کام کر رہے تھے۔اس ایکٹ کے تحت کچھ قواعد جنہیں میڈیکل پریپریشنز اینڈ

اسپرٹیوس قواعد، 1345-ایف کہا جاتا ہے، بنائے گئے تھے اور اس کے قاعدہ۔36 میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ "کام کی نگرانی کے لیے ادارے کے اخراجات فارماسیوٹیکل لیبارٹری (لائسنس یافتہ) کمشنر ایکسائز کے فیصلے کے مطابق برداشت کریں گے"۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادویات کی تیاری کے لیے اپیل گزاروں کو شراب فراہم کی جاتی تھی۔مزید ریاستی حکومت نے اپیل گزاروں کی بانڈڈ فیکٹریوں پر کچھ سپروائزری ایکسائز عملہ تعینات کیا، اور آر۔36 واضح طور پر اس سلسلے میں ہونے والے اخراجات کے لیے حکومت کو دوبارہ معاوضہ دینے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔یکم اپریل 1957 سے ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد، اپیل کنندگان جو دواؤں کی تیاری کر رہے تھے، اس کے زیر انتظام تھے اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد اور ایکٹ کے تحت لائسنس حاصل کیے تھے۔اس کے بعد اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ چونکہ ایکٹ نے دواؤں کی تیاریوں سے متعلق تمام سابقہ دفعات کو منسوخ کر دیا ہے، اس لیے وہ قاعدہ 36-1345 ایف قاعدہ کے تحت مقرر کردہ چارجز ادا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ان کی دلیل یہ تھی کہ اس اصول کے ساتھ ساتھ حیدرآباد ابکری ایکٹ کی ایسی دفعات، جو دواؤں کی تیاریوں سے متعلق تھیں، کو ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا تھا۔اس لیے ریاستی حکومت ان

سے نگرانی کے لیے ان کے بانڈڈ مینوفیکچررز میں تعینات ادارے کے اخراجات ادا کرنے کے لیے نہیں کہہ سکتی تھی۔ اس پر اپیل گزاروں نے وصول کے نفاذ کو چیلنج کرتے ہوئے ہائی کورٹ میں رٹ درخواستیں دائر کیں۔

درخواستوں کی ریاست کی جانب سے مخالفت کی گئی اور اس کی دلیل یہ تھی کہ اگرچہ ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد یکم اپریل 1957 سے نافذ ہو چکے تھے۔ قاعدہ 36-1345- ایف کے قواعد جاری رہے اور اسے ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعے منسوخ نہیں کیا گیا، اور ریاست سپروائزری عملے کے اخراجات کی حقدار تھی اور اسے اپیل گزاروں سے وصول کر سکتی تھی۔

ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ قاعدہ 36 یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اسے ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعے منسوخ کیا گیا تھا اور پھر بھی یہ ایک اچھا قانون تھا۔ اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ حیدرآباد ابکری ایکٹ کا تعلق صرف دواؤں کی تیاریوں سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک عام ایکٹ ہے جو شراب سمیت ایکسائز سے متعلق ہے، اور حتمی تجزیہ میں شراب شراب تھی۔ لہذا ریاستی حکومت جو اپیل گزاروں کو دواؤں اور بیت الخلا کی تیاری کے مقصد سے شراب فراہم کرتی تھی جس کے لیے کوئی ڈیوٹی ادا نہیں کی گئی تھی وہ یہ دیکھنے کی حقدار تھی کہ شراب اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کی گئی تھی جس کے لیے اسے اپیل گزاروں کو فراہم کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ آر۔134536- ایف کے قواعد کو حیدرآباد ابکری ایکٹ میں موجود ایکسائز کے عام قانون کے تحت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا، اور اس لیے یہ اچھا تھا۔ نتیجتاً رٹ درخواستیں خارج کر دی گئیں۔ اس کے بعد اپیل گزاروں نے اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے سرٹیفکیٹ کے لیے درخواست دی،

جسے منظور کر لیا گیا؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

لہذا جو واحد سوال زیر غور آتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ایکٹ اور قواعد کے نافذ ہونے کے بعد، قاعدہ۔ F-1345.36 قوانین میں سے اب بھی جاری رہنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدر آباد ابکری ایکٹ ایک عام ایکٹ تھا اور آئین کے نافذ ہونے سے پہلے، قاعدہ 36۔ 1345-ایف قواعد میں سے اچھا قانون ہوگا۔ تاہم، آئین کے تحت، ادویاتی اور بیت الخلا کی تیاری آئین کے ساتویں شیڈول کے اندراج 84، فہرست I کے تحت آتی ہے، جو ہندوستان میں تیار یا تیار کردہ تمباکو اور دیگر سامان پر ایکسائز ڈیوٹی فراہم کرتا ہے، سوائے اس کے کہ --

(a) انسانی استعمال کے لیے الکحل شراب؛

(b) افیون، ہندوستانی بھنگ اور دیگر منشیاتی اور دوائیاں منشیات،

لیکن اس میں الکحل پر مشتمل دواؤں اور بیت الخلا کی تیاری یا افیون، ہندوستانی بھنگ اور دیگر منشیات اور منشیات پر مشتمل کوئی چیز شامل ہے۔ اس کے بعد دواؤں کی تیاریوں کی تیاری پر کوئی چارج نہیں لگایا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ یونین کی طرف سے فہرست I* کی آئٹم 84 کے تحت ڈیوٹی کی شکل میں۔ تاہم ریاستی حکومت نے چارجز کی ادائیگی پر اصرار کیا۔

لیکن ایکٹ کے تحت۔ آئین کی دفعہ 277 کے مطابق " کوئی بھی ٹیکس، ڈیوٹی، سیس یا فیس، جو اس آئین کے آغاز سے فوراً پہلے کسی بھی ریاست کی حکومت قانونی طور پر عائد کر رہی تھی۔ اس کے باوجود کہ وہ ٹیکس، ڈیوٹی، سیس یا فیس یونین لسٹ میں مذکور ہیں، عائد کیے جاتے رہیں گے اور اسی مقصد کے لیے لاگو ہوتے رہیں گے جب تک کہ

پارلیمنٹ قانون کے ذریعے اس کے برعکس التزام نہ کرے۔"اس شق کے پیش نظر، دواؤں کی تیاریوں کی تیاری پر آئین کے نافذ ہونے سے پہلے ریاست کی طرف سے عائد کیے جانے والے تمام محصولات اور چارجز اس وقت تک عائد کیے جا سکتے ہیں جب تک کہ پارلیمنٹ دوسری صورت میں قانون نہیں بناتی۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ یہ ایکٹ یکم اپریل 1957 سے نافذ ہوا اور یہ ایک ایسا قانون ہے جسے پارلیمنٹ نے آرٹیکل 277 کے معنی میں بنایا ہے، اور اس لیے ریاست کی طرف سے دواؤں کی تیاریوں کے سلسلے میں عائد کیے جانے والے محصولات اور دیگر چارجز اب اس کے ذریعے عائد نہیں کیے جا سکتے۔ مزید یہ کہ ایکٹ خاص طور پر ان کی فراہمی کرتا ہے۔ دفعہ 21 کہ "اگر، اس ایکٹ کے آغاز سے فوراً پہلے، کسی بھی ریاست میں اس ایکٹ سے متعلق کوئی قانون نافذ ہے، تو وہ قانون اس طرح منسوخ کر دیا جاتا ہے۔" یہ سچ ہے کہ حیدرآباد ابکری ایکٹ ایک عام قانون تھا جس کا تعلق عام طور پر شراب اور نشہ آور منشیات سے تھا۔ اس طرح یہ دواؤں کی تیاریوں کے لیے استعمال ہونے والی شراب (اسے شراب کے طور پر ماننا) پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ لہٰذا دفعہ 21 کا اثر یہ ہے کہ جہاں تک حیدرآباد ابکری ایکٹ کا اطلاق دواؤں اور بیت الخلا کی تیاری میں شراب کے استعمال پر ہوتا ہے، اسے شراب سمجھا جاتا ہے، حیدرآباد ابکری ایکٹ کو اس حد تک صرف دفعہ 21 کے ذریعے منسوخ کیا گیا سمجھا جانا چاہیے۔

دفعہ 21 کی شق پر ریاست کی جانب سے انحصار رکھا گیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ "اس طرح منسوخ کیے گئے کسی بھی قانون کے تحت بنائے گئے تمام قواعد، جہاں تک وہ اس ایکٹ سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں، وہی طاقت اور اثر رکھتے ہوں گے جیسے کہ وہ بالترتیب بنائے گئے تھے۔ اس ایکٹ کے تحت اور اس کے ذریعے بااختیار اتھارٹی کی طرف سے اس کی طرف سے ہے۔" اس لیے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دفعہ 21 کے التزام کی بنا پر، قاعدہ 36۔ 1345-ایف کے قواعد کو جاری رکھا جانا چاہیے۔ ہماری رائے

ہے کہ اس دلیل میں کوئی طاقت نہیں ہے۔قواعد 1956 میں ایکٹ کے تحت بنائے گئے تھے اور ایکٹ کے ساتھ ساتھ نافذ ہوئے تھے۔ان ضابطوں کے قاعدے 143 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی ریاست میں نافذ قانون سے متعلق کسی بھی قانون کے تحت بنائے گئے تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جاتا ہے سوائے ان معاملات کے جو اس طرح کی منسوخی سے پہلے کیے گئے یا کیے جانے سے خارج کیے گئے تھے۔نتیجتاً دواؤں کی تیاریوں کی تیاری کے مقصد کے لیے بنائے گئے تمام قوانین آر کے پیش نظر ختم ہو گئے۔143- 1956 کے قواعد۔اس لیے قاعدہ۔36-1345-F قواعد، جو ادویاتی تیاریوں اور روحانی قواعد میں ظاہر ہوتے ہیں،کو اب اچھا قانون نہیں سمجھا جانا چاہیے جہاں تک یہ ادویاتی تیاریوں پر لاگو ہوتا ہے۔یہ ایک وجہ ہے کہ ہم اس آر پر غور کرتے ہیں۔36 یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے نافذ ہونے کے بعد اسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔اس کی فراہمی دفعہ 21 جس پر انحصار کیا گیا ہے،دواؤں کی تیاریوں کے حوالے سے 1956 میں بنائے گئے نئے قواعد کے پیش نظر پوزیشن کو تبدیل نہیں کر سکتا۔جیسے ہی نئے قواعد نافذ ہوتے ہیں پرانے قوانین کو ختم ہونا چاہیے اور نئے قواعد (یعنی قاعدہ۔143) میں ایک مخصوص شق موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ سے متعلق کسی بھی قانون کے تحت بنائے گئے تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

ہم اس سلسلے میں قاعدہ 36-1345 ایف کی تعمیر کا حوالہ دے سکتے ہیں۔اس میں کہا گیا ہے کہ کام کی نگرانی کے لیے ادارے کے اخراجات دواسازی کی لیبارٹری برداشت کرے گی۔وہ ادارہ جس کی ادائیگی قاعدہ 36 کے تحت کی جانی ہے۔اس لیے یہ دواسازی کی لیبارٹریوں کے ذریعے کیے گئے کام کے سپر وژن کے لیے ہے۔اب دواسازی کی لیبارٹری کے ذریعے کیا جانے والا کام دواؤں کی تیاری کرنا ہے۔اس لیے قاعدہ 36 میں کہا گیا ہے کہ دواسازی کی لیبارٹریوں کے ذریعے تیار کردہ دواؤں کی

تیاریوں کے کام کی نگرانی کے لیے ادارے کے اخراجات متعلقہ لیبارٹری کو ادا کرنے ہوں گے۔نگران عملہ جس کی ادائیگی قاعدہ 36 کے تحت کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ ادویاتی تیاریوں کی تیاری کی نگرانی کے لیے ہے اور صرف اسی مقصد کے لیے متعلقہ لیبارٹری کو اخراجات برداشت کرنے ہوتے ہیں۔اس لیے اصول کا مقصد واضح طور پر ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت آتا ہے اور یہ ایکٹ کے سیکشن 21 اور قاعدہ کے پیش نظر ایکٹ اور قواعد سے بچ نہیں سکتا۔قاعدہ 143۔1956 کے قوانین اور دفعہ 21 کی شق سے ریاست فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

یہ ہمیں ریاست کی جانب سے متبادل دلیل کی طرف لے جاتا ہے، یعنی کہ کسی بھی صورت میں اصول اب بھی اچھا ہے کیونکہ اس کا مقصد حیدرآباد ابکری ایکٹ کے عمومی مقصد کو پورا کرنا ہے، یعنی یہ دیکھنا کہ شراب کی غیر مجاز فروخت اس لیبارٹری کے ذریعے انسانی استعمال کے لیے نہیں کی جاتی ہے جس میں اسے دواؤں کی تیاریوں کی تیاری کے مقاصد کے لیے فراہم کیا جاتا ہے۔لہذا یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قاعدہ اچھا ہے کیونکہ اس کا تعلق حیدرآباد ابکری ایکٹ میں موجود شراب اور نشہ آور منشیات سے متعلق عام قانون کے نفاذ سے ہے۔ ہماری رائے ہے کہ اس تنازعہ میں بھی کوئی زور نہیں ہے۔پہلی دفعہ، جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں، سپروائزری عملے کا بنیادی مقصد جیسا کہ قاعدہ 36 مذکور ہے۔ دواؤں کی تیاری کی نگرانی کرنا ہے۔اس سلسلے میں نگران عملہ یقینی طور پر دیکھے گا کہ فراہم کردہ شراب اس مقصد کے لیے استعمال کی گئی ہے جس کے لیے اسے فراہم کیا گیا ہے اور اسے کسی اور طریقے سے استعمال نہیں کیا گیا ہے۔قاعدہ 36 کا تعلق صرف اس بات کو دیکھنے سے ہے کہ دواؤں کی تیاریوں کی تیاری مناسب طریقے سے کی جائے اور ہر لیبارٹری سے منسلک ادارے کی نگرانی میں کی جائے؛ اور اتفاق سے یہ بھی ہے کہ اس سلسلے میں ادارے کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ فراہم کردہ شراب کو تیاری کے مقصد کے علاوہ کسی اور طرح

سے استعمال نہ کیا جائے۔تاہم یہ حیدرآباد ابکری ایکٹ کے تحت اصول کو اچھا نہیں بنائے گا، جو عام طور پر شراب اور نشہ آور منشیات سے متعلق ہے۔

اگر ہم 1956 کے قوانین پر نظر ڈالیں تو جو ہم نے اوپر کہا ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔قاعدہ 20 فراہم کرتا ہے کہ بانڈ میں تیاری کی صورت میں (اور ہم اس طرح کی تیاری کے ساتھ موجودہ اپیلوں میں فکر مند ہیں) شراب جس پر ڈیوٹی ادا نہیں کی گئی ہے اسے ایکسائز نگرانی کے تحت استعمال کیا جائے گا۔قاعدہ 42 میں کہا گیا ہے کہ "یہ ایکسائز کمشنر کے لیے کھلا ہوگا کہ وہ لائسنس یافتہ کے مشورے سے نگران عملے کے سائز کا تعین کرے۔"لہذا یہ واضح ہے کہ 1956 کے قواعد کے تحت نگران عملہ بانڈڈ مینوفیکچررز سے منسلک ہے جو دواؤں کی تیاریوں کو تیار کرتے ہیں۔یہ بھی قاعدہ 36 کا مقصد ہے۔مزید قاعدہ 141. بتاتا ہے "بانڈڈ کارخانے یا گودام کا لائسنس یافتہ، جہاں ایکسائز کمشنر کے ذریعہ اس کی ضرورت ہو، کارخانے یا بانڈڈ گودام میں تعینات افسر اور عملے کو فیکٹری یا بانڈڈ گودام کے احاطے میں آسانی سے واقع مناسب رہائش فراہم کرے گا جس کا کرایہ ہر افسر کی تنخواہ کے 10 فیصد سے زیادہ نہ ہو۔اگر کسی وجہ سے لائسنس یافتہ اس طرح کی رہائش فراہم کرنے کے قابل نہیں ہے تو وہ فیکٹری یا بانڈڈ گودام کے قریب ایکسائز کمشنر کے اطمینان کے مطابق مناسب رہائش فراہم کرے گا جس میں مکین کی تنخواہ کا صرف 10 فیصد وصول کیا جائے گا۔" پھر قاعدہ۔45 اس میں کہا گیا ہے کہ "انچارج افسر اس طرح کی نگرانی کرے گا جو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ کسی خاص تیاری کے لیے جاری کردہ شراب کو اس تیاری کے لیے جانے والے مواد میں شامل کیا جائے اور یہ کہ اس طرح کی شراب کا کوئی حصہ دوسرے مقصد کی طرف نہیں موڑ دیا گیا ہے۔"لہذا ان قواعد سے یہ واضح ہے کہ نگران عملہ نگرانی کے مقصد سے بانڈڈ کارخانے سے منسلک ہوتا ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ مینوفیکچرنگ مناسب طریقے سے جاری ہے اور

یہ بھی دیکھا جاسکے کہ مینوفیکچرنگ کے مقصد سے جاری کردہ شراب کو کسی اور استعمال میں نہیں ڈالا گیا ہے۔ لہذا ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے کہ صرف اس وجہ سے کہ نگران عملے کو یہ دیکھنے کو ملا ہے کہ فراہم کردہ شراب، اسے شراب سمجھتے ہوئے، غلط استعمال نہیں ہوتی ہے، قاعدہ۔36 اب بھی اچھا قانون ہے کیونکہ اس کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ حیدرآباد ابکری ایکٹ میں موجود شراب اور نشہ آور منشیات سے متعلق عام قانون پر عمل کیا جائے۔ جیسا کہ 1956 کے قوانین سے پتہ چلتا ہے کہ بانڈڈ کارخانے سے منسلک نگران عملے کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ مینوفیکچرنگ پوری طرح سے تیار کی گئی ہے اور یہ کہ فراہم کردہ شراب کو تیاری کی تیاری کے علاوہ کسی بھی استعمال میں نہیں ڈالا گیا ہے۔ یہ 1956 کے قوانین کا مقصد ہونے کی وجہ سے، قاعدہ 36 کے تحت محصولات۔ F-1345 کو اس بنیاد پر جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ اس اصول کے تحت نگران عملے کو یہ دیکھنا ہوگا کہ شراب اور نشہ آور ادویات سے متعلق عام قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میدان r سے ڈھکا ہوا ہے۔ قاعدہ 36-1345-ایف کے قواعد مکمل طور پر ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت آتے ہیں اور اس لیے۔ قاعدہ 36 الکحل اور نشہ آور منشیات سے متعلق عام قانون کے تحت اب اسے جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ ایکٹ یا 1956 کے قواعد اس طرح کے کسی بھی چارج کے لیے کوئی التزام نہیں کرتے جیسا کہ قاعدہ 36-1345 ایف رولز میں فراہم کیا گیا ہے۔ رولز کا ارادہ یہ ہے کہ ایکٹ کے تحت ڈیوٹی اسے نافذ کرنے کے تمام اخراجات کا احاطہ کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ نگران عملے کے ارکان مدعا علیہ کے ملازم ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت کام کرتے ہیں نہ کہ حیدرآباد ایکٹ کے تحت۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ ریڈنگ۔ 21 ایکٹ اور قاعدہ 143. اس کے تحت بنائے گئے قواعد، قاعدہ۔ 1345-ایف کے 36 قواعد کو منسوخ کیا جانا چاہیے اور یہ کہ یہ دفعہ 21 کی شق کے ذریعے محفوظ نہیں ہے۔ لہذا ہم اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں، ہائی

کورٹ کے احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہیں، اور درخواست کے مطابق احکامات جاری کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔اپیل گزار جواب دہندگان سے اپنے اخراجات حاصل کریں گے-سماعت کے اخراجات کا ایک سیٹ۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and integrity of this document